© rasailojaraid.com

ولولہ انگیز خدمت انجام دی دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی اس کی نظیر مشکل ہی سے ملے گی اس لیے قدرتی طور پر مسلمان حکومت کے اس جابرانہ اقدام اور طرز عمل کے خلاف متحد ہو گئے ہیں جو اس نے یونیورسٹی کے متعلق اختیار کیا ہے بے شبہ ایک آزاد مسلم یونیورسٹی" شروع ہی سے اس کے عالی ہمت بانی کا نصب العین تھا۔ اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے سرسید مرحوم کے جانشینوں نے تن من دھن کی بازی لگا دی لاکھوں روپے جمع کر کے برطانوی حکومت کی ایک ایک شرط کو پورا کیا اور بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

۱۹۲۰ء میں جب یونیورسٹی ایکٹ وجود میں آیا تو حکومت نے "ایم۔ اے۔ او کالج" کو یونیورسٹی کا شیب اور روپ دیا اور مسلمانوں کے زیر انتظام و انصرام یونیورسٹی قائم ہو گئی، لیکن کیا یہ روپ اس لئے دیا گیا تھا کہ نصف صدی کے بعد محض اصطلاحی چکروں اور پھندوں میں پڑ کر اس دانش گاہ کے پورے سرمایہ پر قبضہ کر لیا جائے اور اس کی روایات خاک میں ملا دی جائیں۔

سرسید اور ان کے ایثار پیشہ جانشین آج زندہ ہوتے تو حکومت کے دئے ہوئے اس عطیے کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے اور صاف کہدیتے کہ

ہمیں یک حرف از یونیورسٹی مدعا باشد — کہ ایں سررشتہ تعلیم ما در دست ما باشد

حکومت کو کان کھول کر سن لینا چاہیے کہ مسلمانوں کو ایسے جام جم کی ہرگز ضرورت نہیں ہے جس پر ان کا اختیار اور قابو نہ ہو۔ وہ اس جام جم کے مقابلے میں اس جام سفال کو محبوب رکھتے ہیں جس پر ان کا اختیار ہو۔ اور جو ان کا اپنا ہو۔ افسوس ہے حاشیہ نشینوں نے حکومت کو غلط مشورے دے کر ایک ایسے جال میں پھنسا دیا جس سے نکلنا بھی اب آسان نہیں رہا ہے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ حقائق کو سامنے رکھ کر مدبرانہ قدم اٹھایا جائے! ایسا قدم جو اس ملک کی شاندار روایت کے مطابق ہو۔

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر — تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریف سنگ

برادر عزیز مولانا سعید احمد مدیر برہان کا جنوبی افریقہ سے جو مکتوب آیا ہے اس کے جستہ جستہ حصے قارئین برہان کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اس مکتوب سے مولانا کی سرگرمیوں پر ملکی روشنی پڑتی ہے جس سے قارئین برہان کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دو ہفتے سے صوبہ ٹرانسوال کے دورہ پر ہوں۔ دورہ کی صورت یہ ہے کہ ٹرانسوال کے مختلف علاقوں کے مسلمانوں کی خواہش اور دعوت کے مطابق دورہ کا پروگرام مرتب کر کے شائع کر دیا گیا ہے جس کے مطابق روزانہ تقریباً پچاس ساٹھ میل کار میں سفر کرتا ہوں۔ انتظامات کا انچارج بحیثیت سکرٹری میرے ساتھ رہتا ہے جس جگہ کا پروگرام ہوتا ہے وہاں سے کوئی صاحب کار لے کر آجاتے ہیں اور میں ان کے ساتھ مع اپنے سکریٹری کے وہاں روانہ ہو جاتا ہوں بڑے بڑے استقبالیے ہوتے ہیں عشا کے بعد تقریر ہوتی ہے اللہ کا شکر ہے کہ تقریر سوا ڈیڑھ گھنٹہ انگریزی میں ہوتی ہے بوڑھے، جوان، مرد، عورت سب بڑی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ تقریر کے بعد جب جائے قیام پر واپس آتا ہوں تو بہت سے بوڑھے اور جوان اپنی اپنی کاروں میں میرے پاس آجاتے ہیں میزبان کی طرف سے ان سب کی خاطر تواضع پھلوں، مٹھائیوں، کافی اور چائے سے ہوتی ہے ساڑھے گیارہ بارہ بجے تک یہ لوگ گفتگو کرتے ہیں اور پھر رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان مصروفیتوں کے باعث معمولات میں بڑا فرق آگیا ہے آب وہوا اچھی اور ماحول دل پسند اس لئے صحت پر کوئی ناگوار اثر نہیں۔

۱۸ اپریل سے ۱۰ مئی تک صوبہ نٹال جس میں ڈربن بھی ہے اس کا دورہ کروں گا۔ اس کے بعد ۱۱ مئی ۱۹۶۳ء سے ۱۴ مئی تک کیپ ٹاؤن کا۔ آپ خط جوہانسبرگ کے پتہ ہی سے بھیجتے رہیں میں جہاں بھی ہوں گا وہیں تمام خطوط وقت پر مل جائیں گے۔ سوائے اس وقت کے جو سفر میں یا سونے میں گذرتا ہے اور کوئی وقت بالکل خالی نہیں ہے۔ ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اس لیے برہان کے لیے تو کیا لکھتا خط لکھنے تک کی فرصت نہیں ہے۔ جوہانسبرگ میں مولوی محمد نانا صاحب اور مولوی اسماعیل گاروی صاحب دونوں سے روزانہ ملاقات ہوتی تھی دونوں نے بڑی محبت کا معاملہ کیا۔ مولانا محمد میاں مرحوم کا پورا خاندان پہلے ہی سے بڑا مہربان ہے۔ جنوبی افریقہ میں ڈابھیل اور علی گڑھ کے تعلق سے میرے شاگرد جگہ جگہ ملتے ہیں اور بڑی محبت سے پیش آرہے ہیں۔ یہاں کے لوگ اصرار کر رہے ہیں کہ میں اپنی کتابوں خصوصاً صدیق اکبر، مسلمانوں کا عروج اور زوال، وحی الٰہی وغیرہ کا انگریزی ایڈیشن شائع کراؤں ہر طرح سے یہ لوگ اعانت کے لئے تیار ہیں۔ یہ گفتگو ابھی ابتدائی منزل میں ہے۔

© rasailojaraid.com